یوہیں مولا اُلٹ دیں بس نقاب اب آپ بھی رُخ سے
کہ جیسے دہر میں اُلٹی تھی اک دن ارض یونانی

گُہر بطنِ صدف میں اس سے آقا منھ چھپائے ہے
کہ بے اذن آپ کے ممکن نہیں ہے آبرو پانی

مرے مولا منافق پھر وہی ہیں جوش میں آئے
بظاہر جو ہیں مرد اور عادتیں جن کی ہیں نسوانی

جہاں خالی جو ہوتا عدل اور انصاف سے تیرے
تو پیتے شیر بکری پھر نہ یوں اک گھاٹ پر پانی

تمنّا بس دعا کے واسطے اب ہاتھ اُٹھاؤ تم
قصیدہ ہوگیا حد سے زیادہ دیکھو طولانی

کہو حضرت سے مولا میری قسمت بن نہیں چکتی
وہ سب میں کر چکا تھیں کوششیں جتنی بھی امکانی

لہٰذا عرض ہے یہ آپ کی خدمت میں اے آقا
گنہ یوں دھوئیے دل سے کہ مٹ جائے پریشانی

مرے مولا مری قسمت کا پست ایسا ستارا ہے
کہ تارہ سا کنوئیں کہ تہہ میں چمکے جس طرح پانی

تمنّا پھر نہ ہوتا نام سے بھی اوج کے واقف
تخلص میں آگر اس کے نہ ہوتی تائے فوقانی

غرض یہ ہے کہ اب ایسی مجھے دلوایئے راحت
نہ روحانی کوئی ایذا رہے باقی نہ جسمانی

قصیدہ ـــ ـــ در مدح حضرت ابوالفضل العباسؑ

سید الشعراء مولوی سید محمد حسن نقوی سالکؔ مرحوم

سامنے تصویر ابھری رنگ رخ کیوں کر کھلا
دیکھا جب آئینہ تب آئینے کا جوہر کھلا

کس کے دست نازنیں نے ماہ نو کی شکل میں
رکھ دیا ہے سینۂ افلاک پر خنجر کھلا

کس کے دل میں کیا چھپا تھا ہوگیا سب آشکار
مل گئیں نظروں سے نظریں راز دل اکثر کھلا

آئینہ حیرت کا نظریں بن گئیں صیاد کی
یوں قفس ٹوٹا کہ سب پر زور بال و پر کھلا

ہم گنہگاروں کی نظریں شرم سے جھک جھک گئیں
نامۂ اعمال دیکھا جب سر محشر کھلا

ایک اشک آرزو کی حسن جو قیمت لگائے
رکھ دیا ہے مصر کے بازار میں گوہر کھلا

ہم سے دیوانوں کو لٹ جانے کا کوئی غم نہیں
چھوڑ کر اکثر نکل آئے ہیں اپنا گھر کھلا

کون کرسکتا تھا یوں تفسیر شرح کائنات
اک مرے اشک وفا سے راز بحر و بر کھلا

دیکھنے میں خوبصورت تھا بہت میدان شعر
خار تھے وادی میں کتنے پاؤں رکھ رکھ کر کھلا

جس طرف جانا تھا مجھ کو لے گئی فطرت مجھے
پھر تو ہر ذرے سے مجھ پر نقش صورت گر کھلا

عالم اسباب کا نقشہ سمجھ میں آگیا
بحر میں کیا بر میں کیا سب راز خشک و تر کھلا

جب وہ منزل آگئی تھی جس کی دھن میں زندگی
دم مسافر نے لیا لپٹا ہوا بستر کھلا

میکدے کی طرح باب چشمۂ کوثر کھلا
موج مئے نے کروٹیں لیں وہ لب ساغر کھلا

نغمۂ گوش سماعت اب ہے ساغر کی کھنک
گردش ادراک کی تقدیر کا چکر کھلا

مے پرستی حاصل ایمان وعقل و ہوش ہے
ہم سے میخواروں پہ یہ بھی کعبہ کے اندر کھلا

مدح مولا میں لب صہبا کو جنبش یوں تو ہو
اہل محفل دیکھ لیں قرآن دل کیوں کر کھلا

چہرۂ عباسؑ پر رنگ رخ حیدرؑ کھلا
جلوۂ نور بنی ہاشم بہ کر و فر کھلا

ہم بتائیں کیا سناتی رہتی ہے موج فرات
یہ ورق الٹا کہاں باب وفا کیوں کر کھلا

اے ہلال ہاشمی، انوار افلاک وفا
جوہر ذاتی کا تیرے ہر جگہ دفتر کھلا

کربلا میں صاف یہ شبیرؑ نے بتلا دیا
سیدہؑ کا لال اک تو بھی ہے یہ سب پر کھلا

وہ شکن عباسؑ کے ماتھے پہ آئی نور کی
وہ غلاف اترا وہ جھپکی آنکھ وہ خنجر کھلا

یوں نہیں شہ نے دیا تھا اپنے لشکر کا علم
تھا بھرم کتنا یہ تیرے دست و بازو پر کھلا

یہ علیؑ ہیں کربلا میں یا علیؑ کا شیر ہے
کس کے ہاتھوں میں نشان فوج پیغمبر کھلا

کہہ رہی تھی غیظ میں یہ تیغ عباسؑ علیؑ
آج ہم دیکھیں گے پھر جبریل کا شہپر کھلا

آمد عباسؑ ہے دنیا میں پھیلی ہے خبر
نور مرکز سے چلا دروازۂ خاور کھلا

مدح ولی عصرؑ

شوقؔ بہرائچی

آمد ہے اس غضنفر آہو شکار کی
دادا نے جس کے کفر کی لڑھیا اُلار کی

غیبت میں بھی امام کا جلوہ نظر پڑے
عینک لگا کے دیکھو اگر اعتبار کی

اک ضرب ان کی طاعت عالم سے یوں فزوں
جس طرح سو سنار کی اور اک لوہار کی

نرجس کے گل عذار کا دیکھا جو ہے جمال
گرنے لگی ہے رال عروس بہار کی

دجال کرتا پھرتا ہے دعویٰ خدائی کا
گدی سے کھینچ لیجے زباں اس چمار کی

اب وہ الٹ رہے ہیں رخ پاک سے نقاب
اب شامت آ رہی ہے غم روزگار کی